بمنظوری عالیجناب نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی

شمارہ ششم و ہفتم

دکن لارپورٹ

سرکاری نشان ۲۹

جلد (۳۶) بابتہ ۱۳۵۵ف

حصۂ پنجم

نظائر ممالک غیر

باہتمام

ونایک راؤ (ودیا النکار) ال۔ال۔بی (لندن) بار ایٹ لا

مطبوعہ

دکن لارپورٹ مشین پریس جام باغ حیدرآباد دکن

دکن لاء رپورٹ

فہرست سالانہ حصہ نظائر ممالک غیر بلحاظ حروف تہجی جلد سی ششم بابتہ ۱۳۵۵ ف

اسمائے فریقین	صفحہ	اسمائے فریقین	صفحہ
ج		**ک**	
جگدیش نارائن بنام نواب سعید احمد خاں	۱۸	کیسر چند وغیرہ بنام اتم چند وغیرہ	۱
چ		**م**	
چنچل سنگھ بنام کنگ امپرر	۹	ملک خاں بنام کنگ امپرر۔	۱۳
ر			
رام رتن بنام پرمانند	۲۲		
س			
سندرما بنام سبھاپتی پلے	۵		

مضامین

الف

استامپ مقررہ کی عدم ادائی کا اثر۔ ۲۲

انتخاب امر کا اصول۔ ۶

ب

باپ کا حق جائداد موروثی شخص ثالث کے قرضہ میں زیر بار کرنے کی نسبت۔ ۱

بار ثبوت دخل کے دعوی میں مدعی پر ہوتا ہے۔ ۱۸

بار ثبوت نسبت حقیت کس پر ہونا چاہئے۔ ۱۸

برآت ایک الزام سے پانے کا اثر منجملہ الزامات کے۔ ۱۳

برآمدی مال کے پنچنامہ پر آزاد گواہوں کی گواہی کا لزوم نہ ہونا۔ ۱۳

پ

پریوی کونسل میں شہادت پر کب غور کیا جاسکتا ہے۔ ۱۳

پریوی کونسل میں موازنہ شہادت پر کب بحث سماعت کیجاسکتی ہے۔ ۹

پنچنامہ برآمدی مال پر آزاد گواہوں کی گواہی کا لزوم نہ ہونا۔ ۱۳

ت

تائیدی شہادت۔ ۱۳

تعبیر دستاویز کا صحیح طریقہ۔ ۱

ج

جائداد حین حیاتی کی نسبت دعوی کا حق کب پیدا ہوتا ہے۔ ۱۸

جائداد موروثی شخص ثالث کے قرضہ میں زیر بار کرنے کی نسبت باپ کا حق۔ ۱

جملہ گواہوں کو پیش کئے جانے کی نسبت کوئی لزوم نہ ہونا۔ ۱۳

ح

حین حیاتی جائداد کے نسبت دعوی کا حق کب پیدا ہوتا ہے۔ ۱۸

د

دخل کے دعوی میں جملہ بار ثبوت مدعی پر ہوتا ہے۔ ۱۸

دستاویز پر گواہی ثبت کرنے سے دستاویز کے مضمون سے واقفیت کا قیاس نہ ہونا۔ ۶

دستاویز غیر اسٹامپ شدہ کا ناقابل ادخال شہادت قرار دیا جانا۔ ۲۲ و ۲۳

دستاویز کی تعبیر کا صحیح طریقہ۔ ۱

دو حالتوں میں سے ایک میں رہنے کے نسبت کسی فریق کا قبول کرنا صریح شہادت سے ثابت ہونا چاہئے۔ ۶

ش

شہادت پر پریوی کونسل میں کب بحث کیجاسکتی ہے۔	۹
شہادت پر پریوی کونسل میں کب غور کیا جاسکتا ہے۔	۱۳
شہادت تائیدی۔	۱۳

ض

ضابطہ فوجداری دفعہ (۱۰۳ و ۱۰۳ و ۱۶۵)۔	۱۳
ضابطہ فوجداری دفعہ (۱۶۵) کن صورتوں سے متعلق ہے۔	۱۳
ضامن کب ذاتی طور پر ذمہ دار قرار دیا جاسکتا ہے۔	۱
ضمانت نامہ کی تعبیر۔	۱

ع

عدالت مرافعہ کا شہادت پر غور کرنے کی نسبت اختیار۔	۱۳

ق

قانون اسٹامپ دفعہ (۳۵)۔	۲۲
قانون انتقال جائداد دفعہ (۶۸) اور اُس کا ضامن کے ساتھ تعلق۔	۱
قانون شہادت دفعہ (۳۳)۔	۹
قانون میعاد سماعت مد (۱۴۴)۔	۱۸

گ

گواہوں کا بیان ناظم عدالت کے روبرو ہونے کا لزوم۔	۹
گواہوں کو پیش کیے جانے کا کوئی لزوم نہ ہوتا۔	۱۳
گواہی دستاویز میں ثبت کرنے سے دستاویز کے مضمون سے واقفیت کا قیاس نہ ہونا۔	۶

م

منجملہ الزامات کے ایک الزام سے برات پانے کا اثر۔	۱۳
موازنہ شہادت پر پریوی کونسل کب رائے کا اظہار کرے گی۔	۹
موروثی جائداد ضمانت میں پابند قرار نہ دیجانا۔	۱

فہرست سالانہ حصہ نظائر ممالک غیر جلد سی و ششم بابتہ ۱۳۵۵ف

ختم شد

دکن لارپورٹ

جلد سی و ششم بابتہ سال ۱۳۵۵ف

حصہ نظائر ممالک غیر

پریوی کونسل

باجلاس عالیجناب لارڈ گوڈارڈ۔ سرمادھون نائر و سر بومنٹ ارکان

نمبر مقدمہ (۸۷) بابتہ ۱۹۴۴ء منفصلہ ۵ رفروری ۱۹۴۵ء بناراضی فیصلہ ہائیکورٹ لاہور مورخہ ۱۶ رمئی ۱۹۴۱ء

کیسر چند وغیرہ مرافعان بنام اُتم چند وغیرہ مرافعہ علیہم

تعبیر دستاویز کا صحیح طریقہ۔ ضمانت نامہ کی تعبیر۔ ضامن کب ذاتی طور پر ذمہ دار قرار دیا جاسکتا ہے۔ دفعہ (۶۸) قانون انتقال جائداد اور اوسکا ضامن کے ساتھ تعلق۔ موروثی جائداد کا ضمانت میں پابند نہ قرار دیا جانا۔ باپ کا حق جائداد موروثی شخص ثالث کے قرضہ میں زیر بار کرنے کے نسبت۔

واقعات۔ مقدمہ مندرجہ عنوان کے واقعات کو پوری طور پر سمجھنے کے لئے حسب ذیل شجرہ کو ذہن نشین رکھنا نہایت ضروری ہے۔

(شجرہ ملاحظہ ہو صفحہ ۲)

کبیر چند
بنام
اُتم چند

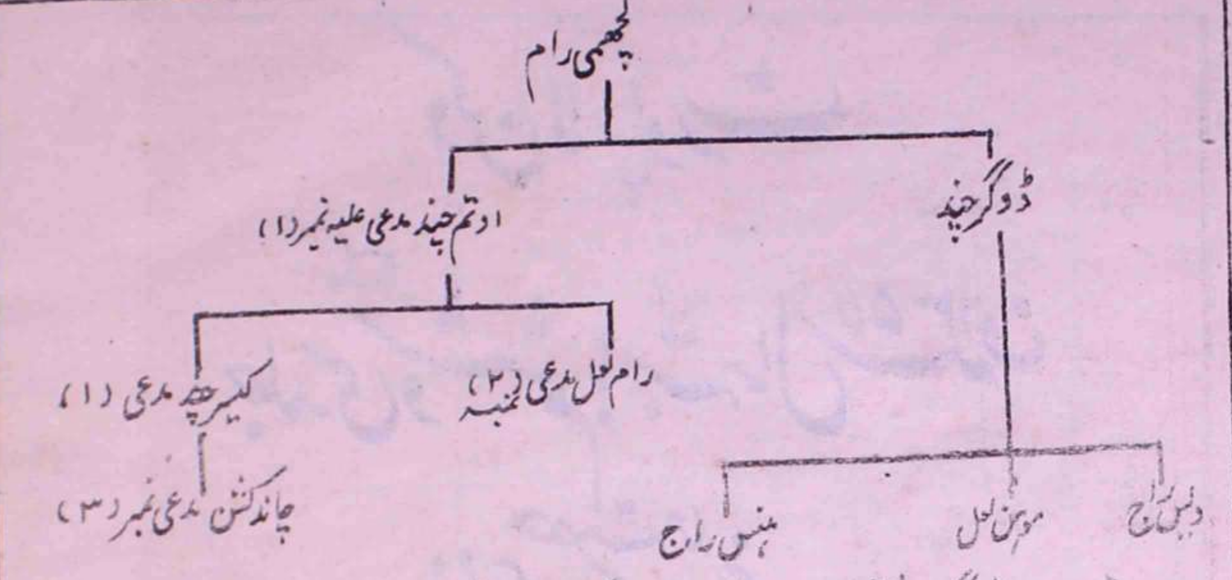

اوتم چند اور ڈوگر چند منقسمہ خاندان کے دو بھائی تھے۔ ڈوگر چند کی وفات کے بعد اوسکی بیوہ نے متوفی کی جائداد کو مدعی علیہ نمبر (۲) کے حق میں رہن رکھدیا مرتہن نے بمقابلہ ہنس راج وغیرہ فرزندان ڈوگر چند پر بربنار رہن نامہ ڈگری حاصل کی اور بعد ازاں جائداد مرہونہ کو نیلام کرانے کی درخواست بھی پیش کی۔ اس پر ہنس راج نے عدالت اپیل سے تعمیل ڈگری کی کارروائی ملتوی کئے جانے کی درخواست کی عدالت اوس کی اِس درخواست پر تجویز کی کہ اگر درخواست گزاران اوس رقم کی نسبت جو کہ جائداد مرہونہ کے نیلام کے بعد بھی واجب الادا رہجائے ایسی ضمانت داخل کریں جو کہ کسی جائداد غیر منقولہ پر بطور بار عائد ہو تو اوس صورت میں کارروائی تعمیل ملتوی کیجاسکتی ہے۔ عدالت کے اس حکم پر اوتم چند نے ان الفاظ میں اپنی ضمانت داخل کی کہ "میں منجانب ہنس راج وغیرہ نابالغان مدیونان ڈگری خود کو بطور ضامن پیش کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ مدیون ڈگری کی جائداد زر ڈگری کی ادائی کے لئے کافی نہ ہونیکی صورت میں اپنی جائداد منقولہ و غیر منقولہ مندرجہ فہرست ہذا سے اوس رقم کی بابجائی کرونگا جو کہ باقی رہگئی ہو"۔ دوران مقدمہ میں اوتم چند نے اوس جائداد کا بہت بڑا حصہ جس پر کہ بطور ضمانت بار عائد کیا گیا تھا شخص ثالث کے حق میں منتقل کردیا۔ جب اصل مقدمہ میں بربنا صلحنامہ ڈگری صادر فرمائی گئی اور رقم کی ادائی وقت مقررہ پر نہیں ہوئی تو ڈگریدار نے ضامن کی ضمانت شدہ اور دوسری جائدادوں کو قرق اور نیلام کرایا۔ اس پر مدعیان نے جو کہ اوتم چند کے فرزندان ہیں اس نیلام کو منسوخ کرانے کی غرض سے اس بیان سے دعوے دائر کیا کہ اوتم چند کو اس طور پر اپنے بھتیجوں کی ضمانت میں جائداد موروثی کو زیر بار کرانے کا کوئی اختیار نہ تھا۔ سوالات جو کہ اس

کھیر چند
بنام
اتم چند

مقدمہ میں پیدا ہوئے ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) کیا بموجب ضمانت نامہ تحریر بحیثیت ضامن کی ذمہ داری ذاتی ذمہ داری بھی قرار دیجا سکتی ہے اور اس لئے صرف جائداد مندرجہ فہرست ہی نہیں بلکہ جملہ جائداد ضامن سے زر ڈگری کی پابجائی کرائی جاسکتی ہے۔

(۲) کیا واقعات مندرجہ صدر کے لحاظ سے ضامن کی حیثیت ایک قرضدار کی ہے جس کے قرضہ کی ادائی کی نسبت اوس کے بیٹوں پر اخلاقی فرض عاید ہے کہ وہ اپنے باپ کے قرضہ کی ادائی کریں اور اگر اوس قرضہ کی ادائی کی غرض سے باپ نے کسی جائداد کو زیر بار کیا ہو تو اوسکی نسبت کوئی عذر نہ کریں۔

عدالت ابتدائی نے دعوی مدعی اس بنا پر خارج فرمایا کہ گو ضمانت نامہ کے ذریعہ ضامن نے کوئی ذاتی ذمہ داری اختیار نہیں کی تھی تاہم بوجہ اس کے کہ اوس نے بہت سی جائداد جس پر کہ بطور ضمانت بار عائد کیا گیا تھا منتقل کردی ہے مرتہن کو تحت دفعہ (۶۸) قانون انتقال جائداد ضامن کی دوسری جائداد کے مقابلہ میں کارروائی کرنے کا حق حاصل ہے۔ بصیغہ مرافعہ ہائیکورٹ لاہور نے عدالت ابتدائی کی دلیل سے تو اتفاق نہیں فرمایا لیکن نتیجہ فیصلہ سے اتفاق فرماتے ہوئے طے فرمایا کہ دراصل دستاویز ضمانت نامہ کے ذریعہ زر ڈگری کی ادائی کی نسبت اوتم چند پر ذاتی ذمہ داری عاید ہوتی ہے اور اوس کی جملہ جائداد کے مقابلہ میں زر ڈگری کی تعمیل کرائی جاسکتی ہے۔

عدالت العالیہ لاہور کے فیصلہ کی تائید میں یہ کہا جاتا ہے کہ ضمانت نامہ کے ان ابتدائی الفاظ سے کہ میں خود کو بطور ضامن پیش کرتا ہوں" یہ قیاس کیا جانا چاہئے کہ ضامن نے ذاتی ذمہ داری قبول کی ہے۔ لیکن معزز ارکان جوڈیشل کمیٹی نے اس دلیل سے اتفاق نہیں فرمایا۔ انہوں نے دستاویز کے آخری مضمون پر زور دیا جس میں درج ہے کہ "میری جائداد مندرجہ فہرست منسلکہ سے اوسکی پابجائی کرونگا" اس مضمون پر سے انہوں نے تبلایا کہ ضامن کا یہ منشا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رقم کی ادائی کا بار صرف اوسی جائداد پر ہوگا جس کا کہ فہرست میں اندراج ہے۔ دستاویز ضمانت نامہ کی اسی تعبیر کرنے کی غرض سے اپنی تائید میں انہوں نے نظیر مندرجہ ۱۹۳۲ء پریوی کونسل صفحہ ۱۳۱ کا حوالہ بھی دیا جس میں یہ طے کیا گیا ہے کہ کسی ضمانت نامہ کی توضیح تعبیر کے لئے جو کہ کسی عدالت کے حکم پر کسی کارروائی عدالتی

کیسر چند بنام اُتم چند

میں داخل کیا گیا ہو عدالت کے اوس حکم کو بھی دیکھنا پڑیگا جس کی تعمیل میں ضمانت نامہ تحریر و تکمیل کیا گیا ہے۔ مقدمہ زیر بحث میں یہ امر ظاہر ہے کہ اوتم چند نے اپنا ضمانت نامہ اوس حکم کی تعمیل میں پیش کیا تھا جس میں تحریر ہے کہ ضامن ایسی ضمانت داخل کرے جس کے ذریعہ جائداد غیر منقولہ پر بار عاید کیا گیا ہو۔ ایسی صورت اوس ضمانت نامہ کی جو کہ اس مقدمہ میں پیش ہے سوائے اس کے اور کوئی تعبیر نہیں کیجا سکتی کہ رقم کی ادائی کا بار صرف اوسی جائداد پر عاید کیا جائیگا جس کا کہ فہرست میں اندراج ہے۔ ضامن پر اس ضمانت نامہ کے ذریعہ کسی ذاتی ذمہ داری کو عاید نہیں کیا جا سکتا۔

دوسری بحث یہ کی جاتی ہے کہ جب کہ اوتم چند نے اون جائدادوں کو جن کا ضمانت نامہ میں ذکر ہے منتقل کر دیا ہے۔ تو ایسی صورت میں اُسے تحت دفعہ (۶۸) قانون انتقال جائداد زر ڈگری کی ادائی کیلئے ذاتی طور پر ذمہ دار قرار دیا جانا چاہیے۔ جوڈیشل کمیٹی نے اس دلیل میں بھی کوئی قوت نہیں پائی۔ انہوں نے تجویز کیا کہ دفعہ (۶۸) قانون انتقال جائداد مرتہن کو جائداد مرہونہ کے منتقل کئے جانے پر زر قرضہ کی حد تک مدیون کے مقابلہ میں دعویٰ دائر کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ اس دفعہ کے تحت ڈگری دار کو ضامن کی اوس جائداد کے نسبت جس پر کہ زر ڈگری کی ادائی کا بار عاید کیا گیا ہو بلا کسی جدید دعویٰ کے محض کارروائی تعمیل کے ضمن میں نیلام کرانے کا حق حاصل نہیں گو ضامن نے اپنی جائداد کا معتد بہ حصہ جو ضمانت نامہ کے تحت زیر بار تھی منتقل کر دیا ہو۔ ظاہر ہے کہ ضامن نے کوئی ذاتی ذمہ داری اختیار نہیں کی تھی اس لئے اوسکی وہ جائداد جسکا کہ کوئی ذکر فہرست منسلکہ میں نہیں آیا ہے اس ضمانت نامہ کے تحت زیر بار قرار نہیں دیجا سکتی۔

اب رہ گیا دوسرا سوال کہ کیا ضامن کو ضمانت نامہ کے ذریعہ موروثی جائداد کو زیر بار رکھنے کا اختیار حاصل تھا اور مدعیان جو کہ اوس کے فرزند ہیں اسکی اس کارروائی کے نسبت کوئی عذر نہیں کر سکتے۔ کہا جاتا ہے کہ مدعیان بوجہ اس کے کہ وہ ضامن کے فرزند ہیں اور ان پر اپنے باپ کے قرضہ کی ادائی کے نسبت مذہبی فرض عاید ہے اسلئے وہ اس انتقال کے بارہ میں کوئی عذر نہیں کر سکتے جو کہ اون کے والد نے سابقہ قرضہ کی ادائی میں کیا ہے۔ جوڈیشل کمیٹی نے اس دلیل میں بھی کوئی قوت نہیں پائی اونہوں نے تجویز فرمایا کہ دھرم شاستر کا یہ اصول کہ باپ اپنے سابقہ قرضہ میں اپنی موروثی جائداد کو منتقل یا زیر بار کر سکتا ہے صرف باپ کے ہی قرضہ سے متعلق ہے نہ کہ شخص ثالث کے قرضہ سے۔ اگر باپ نے شخص ثالث کے قرضہ کی ادائی کی غرض سے بطور ضمانت اپنی موروثی جائداد کو زیر بار

کیسر چند بنام اتم چند

کیا ہو تو بیٹے اس کے پابند قرار نہیں کئے جا سکتے۔ ظاہر ہے کہ مقدمہ زیر بحث میں اتم چند نے اپنی موروثی جائداد کو اپنے بھتیجوں کے قرضہ کی ادائی کی غرض سے زیر بار کیا تھا اس لئے مدعیان گو کہ وہ اتم چند کے فرزند ہیں کسی طور پر بھی ان کے اس عمل کے پابند قرار نہیں دیئے جائینگے و نیز ضمانت نامہ کا ان کے مقابلہ میں کالعدم و ناقابل پابندی ہونا تجویز کیا جائے گا۔

تجویز ہوئی کہ (۱) کسی ضمانت نامہ کی صحیح تعبیر کے لئے عدالت کے اوس حکم کو بھی دیکھنا چاہیئے جسکی تعمیل میں ضمانت نامہ تحریر و تکمیل کیا گیا ہو۔

(۲) جب کہ کسی ضمانت نامہ میں یہ الفاظ درج ہوں کہ "میں اپنی جائداد مندرجہ فہرست منسلکہ ہذا سے رقم کی بابجائی کرونگا" تو ایسی صورت میں یہی سمجھا جائے گا کہ ضامن اپنی کسی ذاتی ذمہ داری کو تسلیم نہیں کرتا ہے بلکہ اس جائداد کی حد تک ہی ذمہ دار قرار پائے گا کہ جس کا ذکر فہرست میں ہے۔

(۳) دفعہ (۶۸) قانون انتقال جائداد مرتہن کو جائداد مرہونہ کے منتقل کئے جانے پر زر قرضہ کی حد تک مدیون کی ذات کے مقابلہ میں دعویٰ دائر کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ اس دفعہ کے تحت ڈگریدار کو ضامن کی اوس جائداد کے نسبت جس پر کہ زر ڈگری کی ادائی کا بار عاید کیا گیا ہو بالکل جدید دعوے کے محض کارروائی تعمیل کے ضمن میں نیلام کرانے کا حق حاصل نہیں ہوتا گو ضامن نے اپنی جائداد کا مقدیہ حصہ جو کہ ضمانت نامہ کے ذریعہ زیر بار تھا منتقل کر دیا ہو۔

(۴) دھرم شاستر کا یہ اصول کہ باپ اپنے سابقہ قرضہ میں موروثی جائداد کو بھی منتقل یا زیر بار کر سکتا ہے اور بیٹوں کو اس کے نسبت کسی طور کا عذر کرنے کا حق حاصل نہیں ہے صرف باپ کے قرضہ سے متعلق ہے نہ کہ شخص ثالث کے قرضہ سے۔ اگر باپ نے شخص ثالث کے قرضہ کی ادائی کی غرض سے اپنی موروثی جائداد کو زیر بار کیا ہو تو بیٹے اس کے پابند قرار نہیں دئے جا سکتے۔

پریوی کونسل

باجلاس عالیجناب لارڈ ٹھنکرٹن و لارڈ رایٹ و سر جان ھومن اراکان

نمبر مقدمہ ۴۵ بابتہ ۱۹۴۳ء منفصلہ ۲۰ نومبر ۱۹۴۴ء بناراضی فیصلہ ہائیکورٹ مدراس مورخہ ۷ نومبر ۱۹۴۱ء

مندرما مرافعہ بنام سبھاپتی پلے مرافعہ علیہ

مندرجہ آل انڈیا رپورٹر پریوی کونسل ۱۹۴۵ء صفحہ ۹۲

سندرما
بنام
سبھاپتی پلے

دستاویز پر گواہی ثبت کرنے سے دستاویز کے مضمون سے واقفیت کا قیاس نہ ہونا۔ انتخاب امر کا اصول۔ دو حالتوں میں سے ایک میں رہنے کے نسبت کسی فریق کا قبول کرنا صریح شہادت سے ثابت ہونا چاہیئے۔

واقعات۔ مقدمہ مندرجہ عنوان میں جائداد کا اصلی مالک مسمی انوسوامی سنہ ۱۸۹۴ء میں فوت ہوا اوسکو کوئی اولاد نہ تھی۔ اوس کے انتقال کے بعد اوس کے قریبی ورثا میں سے صرف اوسکی دو بیوائیں زندہ تھیں جن میں سے بڑی کا نام اکھلانندما اور چھوٹی کا نام سندرما تھا۔ اپنے شوہر کی وفات کے کچھ ہی دن بعد ان دونوں بیوگاں ایک دوسرے کی رضامندی کے ساتھ آپس میں جائداد کو تقسیم کرکے اپنے اپنے حصہ سے علحدہ علحدہ طور پر مستفید ہوتے رہے بڑی بیوہ سنہ ۱۸۹۹ء میں فوت ہوگئی اپنی وفات کے قبل اوس نے اپنے حصہ کو مسمی اُوروگم جو کہ قریبی وارث عودی بھی تھا اس کے حق میں ہبہ کر دیا تھا۔ بلحاظ اس ہبہ نامہ کے وہی اوس حصہ جائداد پر قابض رہا۔ مقدمہ کو ٹھیک طور پر سمجھنے کے لئے یہ ایک خیال رکھنے کی بات ہے باصول بسماندگی اکھلانندما کے حصہ کو پانے کی مستحق ہونے ہوئے بھی سندرما نے اُوروگم کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ اس کے بعد سنہ ۱۹۳۴ء میں چھوٹی بیوہ سندرما کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا بڑا بھائی جو کہ اس کے ساتھ ہی رہتا تھا اوس کے حصہ جائداد پر قابض ہوگیا۔ اس پر مدعی سبھاپتی پلے جو کہ اُروگم کا بیٹا ہے اور جو کہ انوسوامی اصلی مالک جائداد کا قریب تر وارث عودی بھی ہوتا ہے اوس نے بخلاف کمارسوامی حالیہ مرافعان کے مورث کے مقابلہ میں اس بیان سے دعویٰ دائر کیا کہ اوسکو جائداد متدعویہ پر قبضہ رکھنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ منجانب مدعی علیہ جواب دہی ہوئی کہ سندرما نے جائداد متدعویہ کو سنہ ۱۸۹۹ء میں اس کے حق میں ذریعہ ہبہ نامہ رجسٹری شدہ منتقل کر دیا تھا۔ اسی وقت سے وہ قابض جائداد چلا آرہا ہے لہذا وہی اس جائداد کا مالک متصور کیا جانا چاہیئے۔

مقدمہ میں یہ ایک غور طلب امر ہے کہ سندرما کے ہبہ نامہ میں ابتدائی عبارت کے طور پر صاف و صریح الفاظ میں تحریر کیا گیا ہے کہ دونوں بیوگان میں جو تقسیم عمل میں آئی تھی وہ اسی مصلحت کے تحت کی گئی تھی کہ دونوں کو اپنے اپنے حصہ کی حد تک اس طرح کے کامل حقوق حاصل ہو جائیں کہ وہ اپنے حصہ جائداد کو پوری طور پر فروخت ہبہ یا اور طور پر منتقل کر سکیں۔ چنانچہ اسی خیال کے مدنظر اکھلانندما نے اپنے حصہ کو اُروگم کے حق میں ہبہ کر دیا ہے۔ آخر میں اسی دستاویز میں اس امر کو

سندرما بنام سبھاپتی پلے

بھی صاف کردیا گیا ہے کہ رنگاسوامی کے حق میں جو ہبہ کیا جارہا ہے وہ کامل طور پر کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ مسماۃ سندر ما نے کوئی حقوق اپنے لئے باقی نہیں رکھے ہیں۔ اس دستاویز پر اُروگم اور اس کے بیٹے سبھاپتی پلے جو کہ اس وقت اس مقدمہ کا مدعی ہے اس کے بھی دستخط بحیثیت گواہ موجود ہیں۔ اُروگم نے صرف دستخط ہی ثبت نہیں کی رجسٹرار صاحب کے سامنے سندر ما کی تصدیق بھی اسی نے کی تھی۔

ان حالات کے مدنظر عدالت منصفی اور عدالت ضلع نے دعویٰ مدعی کو ڈگری فرمایا۔ اپنی اپنی تجاویز کی تائید میں عدالت ہائے تحت نے فریقین کے عمل کو پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ اکھلانندا ما کی وفات کے بعد بلحاظ اصول پسماندگی سندر ما کو پوری جائداد کا مالک ہونے سے کوئی روک نہیں سکتا تھا اس نے ایسا کوئی حق نہیں جتلایا بلکہ ۱۸۹۹ء میں اس نے بھی ایک دستاویز ہبہ نامہ تحریر و تکمیل فرمایا جس کے ذریعہ اس نے اپنے حصہ جائداد کو اپنے بھائی کے حق میں ہبہ کردیا۔ اس طرح پایا گیا کہ اکھلانندا ما نے اپنے حصہ جائداد کو اروگم کے حق میں اور سندر ما نے اپنے حصہ جائداد کو اپنے بھائی کے حق میں ہبہ کردیا۔ اور دونوں فریق سندر ما کی وفات تک یعنی ۱۹۳۲ء تک بلا کسی عذر کے اپنے اپنے حصہ جائداد پر قابض بنے رہے۔ فریقین کے اس عمل سے عدالت ہائے تحت کی رائے میں یہی قیاس کیا جانا چاہیے کہ مدعی نے بجائے اس کے کہ سندر ما کی وفات تک انتظار کیا جائے اور اس کی وفات کے بعد کل جائداد پر قبضہ حاصل کیا جائے، اسی بات کو غنیمت جانا کہ آدھی جائداد پر حسب سابق قبضہ رکھے اور بقیہ سے دست بردار ہوجائے۔ انگلش لا میں اسے (Rule of election) یعنی انتخاب کا اصول کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے بہ دل دو حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں رہنا منتخب کرلیا ہو تو پھر اُسکو اس بات کا حق باقی نہیں رہتا کہ وہ پھر اپنے مفاد کے مدنظر اس سے منکر ہوجاوے۔

بصیغہ مرافعہ ہائیکورٹ مدراس نے عدالت ہائے تحت کی اس رائے سے اتفاق نہیں فرمایا۔ برخلاف اس کے انہوں نے تجویز فرمایا کہ اصول انتخاب کو متعلق کرنے کے لئے یہ ثابت کرنا نہایت ضروری ہے کہ مدعی نے جو عمل کیا ہے وہ سمجھ بوجھ کر کیا ہے مقدمہ ہذا میں یہ صاف و صریح شہادت سے ثابت ہونا چاہیے کہ مدعی کو اس امر کا علم تھا کہ وہ آدھی جائداد پر قبضہ حاصل کرنے میں اپنے

سندرما بنام سبھاپتی پلے

حقوق سے دست بردار ہو رہا ہے مثل میں اس امر کی کوئی شہادت موجود نہیں ہے کہ جس سے یہ ثابت قرار دیا جاسکے کہ مدعی نے نصف حصہ جائداد کی حد تک سندرما کے حق میں دست برداری کرلی ہے اسلئے عدالت العالیہ مدراس نے مرافعہ کو منظور فرماتے ہوئے یہ قرار دیا کہ مدعی کے لئے باوجود اس کے کہ ۱۸۹۹ء کے تکمیل کردہ ہبہ نامہ پر بحیثیت "گواہ اس نے اپنی دستخط ثبت کردی ہے سندرما کی وفات کے بعد اس کے حصہ جائداد پر بحیثیت وارث عودی قبضہ کے ادعا کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

اس فیصلہ ہائیکورٹ کی ناراضی سے خاص اجازت کے تحت مرافعہ نمبر پر لیا جاکر طے فرمایا گیا کہ فیصلہ عدالت العالیہ مدراس صحیح اصول پر مبنی ہے۔ جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل کے روبرو منجانب مرافعہ جو بحث پیش کی گئی اوس میں زور صرف اس امر پر دیا گیا کہ جب مدعی اور اس کے مورث نے ایک دستاویز رجسٹری شدہ پر جس میں اوس کے حقوق کا بھی اندراج تھا بحیثیت گواہ دستخط ثبت کردئے تھے تو ایسی صورت میں یہی قیاس کیا جانا چاہئے کہ جن امور کا دستاویز میں ذکر ہے اونکو گواہ نے تسلیم کرلیا ہے۔ معزز جوڈیشل کمیٹی نے اس دلیل کو ناقابل قبول قرار دیتے ہوئے تجویز فرمائی کہ یہ ایک طے شدہ مسئلہ ہے کہ کسی دستاویز پر محض گواہی ثبت کردینے کی وجہ سے یہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ امور مندرجہ دستاویز سے بھی گواہ لازماً واقف ہوچکا ہوگا دستاویز کے رجسٹری شدہ ہونے یا رجسٹرار کے روبرو گواہ کی جانب سے مقر دستاویز کی تصدیق کی جانے کا کوئی خاص اثر نہیں ہوتا اوس صورت میں بھی اسی اصول پر عمل کیا جانا چاہئے۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ معزز جوڈیشل کمیٹی نے بلحاظ عبارت دستاویز اپنے فیصلہ میں اس امر کو ضرور محسوس کیا کہ بہت ممکن ہے کہ مدعی مضمون دستاویز سے واقف ہوچکا ہو مگر اسپر بھی انہوں نے افسوس ہی ظاہر کیا کہ مثل میں ایسی کوئی شہادت موجود نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے یہ یقینی طور پر ثابت قرار دیا جاسکے کہ مضمون دستاویز کا مدعی کو علم ہوچکا تھا مدعی علیہ کا سارا دار و مدار اسی امر پر ہے کہ اکھلانندا اما کی وفات کے بعد سندراما نے مدعی کے مورث اور اوس کو خود اکھلانندا اما کے حصہ کی حد تک جائداد پر قابض بنے رہنے دیا اور جائداد کی نسبت کبھی اپنے حقوق کا ادعا نہیں کیا۔ وکیل مدعی علیہم کی بحث ہے کہ ایسے عمل سے یہی قیاس کیا جانا چاہئے کہ فریقین میں ضرور کوئی نہ کوئی ایسی قرارداد ہوچکی تھی سندرما اکھلانندا اما کے ہبہ نامہ کے نسبت کوئی عذر نہ کریگی اور نہ مورث مدعیاں یا مدعیان سندرما کے اس حق کے نسبت کوئی عذر کریں گے کہ وہ اپنے حصہ جائداد کو جس طور پر چاہے بیع ہبہ یا اور طور پر منتقل

سسندرما بنام سبھاپتی پلے

کرسکے گی مگر جوڈیشل کمیٹی نے وکیل مرافعہ علیہ کی اس بحث کو بھی ناقابل قبول قرار دیتے ہوئے طے فرمایا۔ ایسا قرار داد جس کے ذریعہ کسی شخص نے دو چیزوں میں سے کسی ایک کو منتخب کرلیا ہو تو اُس کا ایسا انتخاب صاف و صریح شہادت کے ذریعہ ثابت کیا جانا چاہئے۔ محض فریقین کے کسی عمل سے ایسے قرار داد کے وجود کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ خاصکر جبکہ فریقین کا وہ عمل اور طور پر بھی متضاد نہ ہو۔ مثلاً مقدمہ ہذا میں بیوگان کا کوئی عمل تاحیات بجائے مشترکہ رہنے کے ایکدوسرے سے علحدہ رہنے کے متضاد نہیں ہے ایسی صورت میں مدعی کو سسندرما کے تکمیل کردہ دستاویز ہبہ نامہ کا جس پر کہ اُس نے بحیثیت گواہ اپنی دستخط ثبت کردی ہے اُسوقت تک پابند قرار نہیں دیا جاسکتا جبتک یہ ثابت نہ ہو کہ وہ مضمون دستاویز سے بخوبی واقف ہوچکا تھا۔

تجویز ہوئی کہ (۱) یہ ایک طے شدہ مسئلہ ہے کہ کسی دستاویز پر محض گواہی کردینے کی وجہ سے یہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ امور مندرجہ دستاویز سے بھی گواہ لازماً پوری طور پر واقف ہوچکا ہوگا۔ دستاویز کے رجسٹری شدہ ہونے یا رجسٹرار کے روبرو گواہ کی جانب سے مقر دستاویز کی شناخت کئے جانے کا کوئی خاص اثر نہیں ہوتا۔ اُس صورت میں بھی اسی اصول پر عمل کیا جائیگا۔

(۲) ایسا قرارداد جس کے ذریعہ کسی شخص نے دو چیزوں میں سے بصورت دیگر ایک کو انتخاب کرلیا ہو تو وہ صاف و صریح شہادت کے ذریعہ ثابت کیا جانا چاہئے محض فریقین کے عمل سے ایسے کسی قرارداد کا قیاس نہیں کیا جاسکتا خاصکر جبکہ فریقین کا وہ عمل اور طور پر بھی متضاد نہو۔

پریوی کونسل

باجلاس عالیجناب لارڈ گوڈارڈ و سرمادھون نائر و سرجان بومنٹ ارکان

نمبر مقدمہ (۱۸) بابتہ ۱۹۴۴ء منفصلہ ۳ جولائی ۱۹۴۵ء بنا راضی فیصلہ مجلس عالیہ عدالت لاہور مورخہ ×

چنچل سنگھ مرافع بنام **کنگ امپیرر** مرافعہ علیہ

دفعہ (۳۳) قانون شہادت۔ گواہوں کا بیان ناظم عدالت کے روبرو ہونے کا لزوم۔ پریوی کونسل میں موازنہ شہادت پر کب بحث سماعت کیجاسکتی ہے۔ موازنہ شہادت پر پریوی کونسل کب رائے کا اظہار کرے گی۔

واقعات مقدمہ۔ اس مقدمہ میں بحث صرف اسقدر تھی کہ عدالت سشن نے تحت دفعہ (۳۳)

چنچل سنگھ بنام کنگ امپرر

قانون شہادت گواہ کے اس بیان کو جو کہ اُس نے کمیٹنگ مجسٹریٹ کے روبرو دیا تھا صحیح طور پر شامل مثل کیا ہے یا نہیں۔

دیگر ملزمین کے ساتھ ملزم مرافع چنچل سنگھ کے مقابلہ میں بھی تحت الزام قتل عمد ایک چالان پیش کیا گیا تھا۔ جملہ ملزمین سپرد سشن کئے گئے۔ عدالت سشن نے چھ ملزمین کو الزام عائدشدہ سے بری فرماتے ہوئے صرف سات کے مقابلہ میں سزائے قصاص کی تجویز صادر فرمائی۔ اس کی ناراضی سے ملزمین سزایاب نے ہائیکورٹ لاہور میں اپیل دائر کی جہاں سے اور پانچ ملزمین کو بری فرمایا گیا۔ ایک کی سزا میں تخفیف عمل میں آئی اور مرافع کے حق میں عدالت سشن سے جو سزاء صادر کیگئی تھی وہ حسب سابق بحال رہی۔ اس تجویز عدالت مرافعہ عنہا کی ناراضی سے پریوی کونسل میں یہ مرافعہ پیش ہے۔ مرافع کا اہم عذر یہ ہیکہ عدالت سشن نے گواہ لچھمن داس کے اُس بیان کو جو کہ اُس نے کمیٹنگ مجسٹریٹ کے روبرو قلمبند کرایا تھا غیر صحیح طور پر شامل مثل کرلیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ گواہ پر جب سمن کی تعمیل کیگئی تو گواہ نے اسکی پشت پر یہ تحریر کردیا کہ وہ بہت بیمار ہے چلنے پھرنے سے معذور ہے اس لئے اُسکے بیان کی تکمیل اگر اُس کے مکان پرہی کرلیجائے تو مناسب ہے۔ تاریخ پیشی کے روز گواہ حاضر نہیں آیا۔ اس پر عدالت نے عہدہ دار پولیس تعمیل کنندہ سمن کا بیان قلمبند کیا جس نے اس امر کی تصدیق کی کہ گواہ لچھمن داس واقعی بیمار تھا اور چلنے پھرنے سے معذور تھا اور وہ دق کی بیماری میں مبتلا تھا وغیرہ۔ تعمیل کنندہ سمن کے اس بیان پر وکیل سرکار نے درخواست دی کہ اس حالت میں جبکہ گواہ بیان دینے کے قابل نہیں ہے اُس کا وہ بیان جو کہ کمیٹنگ مجسٹریٹ کے روبرو قلمبند کیا گیا تھا شامل مثل کرلیا جائے۔ روئداد مثل سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ملزم کے وکیل نے سرکاری وکیل کی اس استدعا سے اتفاق کا اظہار بھی کردیا تھا۔ اب ہمارے سامنے عذر کیا جاتا ہے کہ گواہ لچھمن داس کے بیان کو غیر صحیح طور پر شامل مثل کیا گیا ہے اور اگر اُس کے بیان کو مثل سے خارج کردیا جائے تو مثل میں ملزم کے خلاف کوئی شہادت باقی نہیں رہتی جسکی بناء پر ملزم کو سزاء دیجاسکے۔

قانونی مسئلہ کی حد تک ملزم کے اس عذر میں کافی قوت ہے۔ ملزم کا یہ حق ہے کہ اُسکے خلاف جسقدر گواہوں کے بیانات قلمبند کئے جائیں وہ ناظم عدالت کے روبرو ہونے چاہئیں تاکہ عدالت گواہ کو دیکھکر اُس کے طرز بیان پر غور کرسکے اور اس طور پر غور کرکے اپنی رائے قائم کرسکے کہ آیا

چنچل سنگھ
بنام
کنگ امپرر

وہ گواہ قابل بھروسہ ہے یا نہیں ۔ البتہ خاص حالات میں جبکہ گواہ عدالت میں آنے کے قابل نہ ہو ملزم کے اس حق سے بحت دفعہ (۳۳) قانون شہادت درگذر کیا جاسکتا ہے ۔ ایسا کرنے میں عدالت کو دفعہ کے الفاظ کی سختی کے ساتھ پابندی کرنی چاہیئے ۔ دفعہ (۳۳) قانون شہادت کے تحت کسی گواہ کے سابقہ بیان کو شامل مثل کرنے میں نہایت درجہ احتیاط کے ساتھ کام لیا جانا چاہیئے مقدمات دیوانی میں تو ایسے بیان کے شریک مثل کیئے جانے کے بارے میں فریق ثانی کا وکیل اپنی رضامندی کا اظہار کرسکتا ہے ۔ مگر مقدمات فوجداری میں وکیل ملزم کی ایسی رضامندی کا کوئی اثر نہ لیا جانا چاہیئے ۔ وکیل کو گواہ کے حالات کے بارے میں اگر کوئی ذاتی معلومات ہوں تو وہ اُنکی نسبت عدالت کو مطلع کرسکتا ہے مگر سابقہ بیان کو شامل مثل کرنیکے نسبت اُسکی رضامندی کوئی معنی نہیں رکھتی ۔

مقدمہ زیر بحث میں لچھمن داس گواہ کی ناقابلیت کے اثبات میں جو کچھ بھی شہادت پیش ہوئی ہے وہ اُس عہدہ دار پولیس کی ہے جس نے گواہ پر سمن کی تعمیل کی تھی ۔ یہ شہادت کسی طور پر بھی گواہ کی ناقابلیت کو ثابت قرار دینے کیلئے کافی قرار نہیں دیجاسکتی ۔ ایک تو یہ کہ اس نے گواہ کو تاریخ پیشی سے تیرہ روز قبل دیکھا تھا ۔ اسلئے اسکی شہادت سے قطعاً یہ ثابت قرار نہیں دیا جاسکتا کہ تاریخ پیشی کے روز گواہ کی کیا حالت تھی ۔ دوسرے یہ کہ عہدہ دار تعمیل کنندہ سمن اس بات کی اہلیت نہیں رکھتا کہ وہ کسی کے بارے میں یہ بتلاسکے کہ وہ شخص کس مرض میں مبتلا ہے ۔ اُس کا یہ بیان کرنا کہ لچھمن داس مرض دق میں مبتلا تھا اسی بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ امر اُس کا سماعی ہے ۔ اسکے سوا مثل میں اور کوئی شہادت نہیں ہے جس سے یہ ثابت قرار دیا جاسکے کہ لچھمن داس عدالت میں حاضر ہوکر بیان دینے کے واقعی ناقابل تھا ۔ اس لئے یہ قرار دیا جاتا ہے کہ عدالت سشن نے لچھمن داس کے اُس بیان کو جو کہ اُس نے کمیٹنگ مجسٹریٹ کے روبرو دیا تھا شامل مثل کرنے میں غلطی فرمائی ہے ۔

اسطور پر گواہ لچھمن داس کے بیان کو شامل مثل کیئے جانے کے عذر کو منظور فرمانے کے باوجود معز زپریوی کونسل نے مرافعہ کو منظور نہیں کیا ۔ اُنہوں نے طے فرمایا کہ فوجداری مقدمات میں کسی شہادت کو خلاف قانون شامل مثل کیئے جانے کے عذر کی بناء پر پریوی کونسل سے مرافع کو اُسی صورت میں منظور کیا جاسکتا ہے جبکہ مواد مثل سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہو کہ ایسا نہ کرنے سے مرافع کے حق میں

چھجل سنگھ بنام کنگ امپرر

شدید یا حقیقی ناانصافی عمل میں آتی ہو۔ یعنی یہ کہ اس کے سوائے ملزم کے خلاف مثل میں اور کوئی ثبوت موجود نہ ہو جسکی بناء پر ملزم کو سزا دیجا سکے۔ یہاں پر لچھمن داس کی شہادت کو مثل سے خارج کر دینے کے باوجود مثل میں دیگر گواہان رویت کی ایسی کافی شہادت موجود ہے کہ ملزم کے خلاف الزام قتل عمد ثابت قرار دیا جاسکے۔

تجویز ہوئی کہ۔ (۱) فوجداری مقدمات میں ملزم کا یہ حق ہوتا ہے کہ اُس کے خلاف جس قدر گواہوں کے بیانات قلمبند کئے جائیں وہ ناظم عدالت کے روبرو ہونے چاہئیں تاکہ ناظم عدالت گواہ کو دیکھ کر اُس کے طرز بیان پر غور کرسکے اور اس طرح پر غور کرکے اپنی رائے قائم کرسکے کہ آیا وہ گواہ قابل بھروسہ ہے یا نہیں۔ البتہ خاص حالات میں جبکہ گواہ عدالت میں آنے کے قابل نہو ملزم کے اس حق سے تحت دفعہ (۳۳) قانون شہادت درگذر کیا جاسکتا ہے۔ ایسا کرنے میں عدالت کو دفعہ کے الفاظ کی سختی سے پابندی کرنی چاہئے۔

(۲) دفعہ (۳۳) قانون شہادت کے تحت گواہ کے سابقہ بیان کو شامل مثل کرنے میں نہایت درجہ احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ عدالت میں حاضر ہونے میں گواہ کی ناقابلیت کو صاف صریح شہادت سے ثابت کیا جانا چاہئے۔ مقدمات دیوانی میں تو ایسے گواہ کے شریک مثل کئے جانے میں فریق ثانی کا وکیل اپنی رضامندی کا اظہار کرسکتا ہے۔ مگر مقدمات فوجداری میں وکیل ملزم کی ایسی رضامندی کا کوئی اثر نہ لیا جائے گا۔ وکیل کو گواہ کے حالات کے بارے میں اگر کوئی ذاتی معلومات ہوں تو وہ اُنکے نسبت مطلع کرسکتا ہے۔ مگر سابقہ بیان کو شامل مثل کرلئے جانے کی نسبت اُس کی رضامندی کوئی معنی نہیں رکھتی۔

(۳) فوجداری مقدمات میں کسی شہادت کو خلاف قانون طریقہ پر شامل مثل کئے جانے کے عذر کی بناء پر پریوی کونسل سے مرافعہ کو اُسی صورت میں منظور کیا جاسکتا ہے جبکہ مواد مثل سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہو کہ ایسا کرنے سے مرافعہ کے حق میں شدید و حقیقی ناانصافی عمل میں آئی ہو۔

پریوی کونسل

باجلاس عالیجناب لارڈ تھنکرٹن و لارڈ پورٹر و لارڈ گوڈارڈ و سر مادھون نائر و سر جان بومنٹ ارکان

نمبر مقدمہ (۲۰) ۱۹۴۵ء منفصلہ ۸ جولائی سنہ ۱۹۴۵ء۔ بناراضی فیصلہ عدالت العالیہ لاہور مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۹۴۴ء

مندرجہ آل انڈیا رپورٹر پریوی کونسل بابتہ ۱۹۴۶ء صہ ۱۶۔

ملک خاں مرافع بنام کنگ امپرر مرافعہ علیہ

دفعات (۳۰۲ و ۳۰۳ و ۱۶۵) ضابطہ فوجداری ۔ منجملہ الزامات کے ایک الزام سے برات پانیکا اثر ۔ تائیدی شہادت ۔ عدالت مرافعہ کا شہادت پر غور کرنے کی نسبت اختیار ۔ پنچنامہ برآمدی مال پر آزاد گواہوں کی گواہی کا لزوم نہ ہونا ۔ جملہ گواہوں کو پیش کئے جانے کی نسبت کوئی لزوم نہ ہونا ۔ پریوی کونسل میں شہادت پر کب غور کیا جاسکتا ہے ۔ دفعہ ۱۶۵ ضابطہ فوجداری کن صورتوں سے متعلق ہے ۔

واقعات مقدمہ :۔ اکبر خاں اور نور خاں دو اشخاص منارا نامی گاؤں سے واپس آرہے تھے راستہ میں اُنہیں بتاریخ ۸ جنوری سنہ ۱۹۴۷ء بوقت شام چار و پانچ کے درمیان ملزمین نے گھیر لیا اور خوب زدوکوب کی ۔ دونوں کے جسموں پر کند آلہ کے کاری ضربات پائے گئے ۔ اکبر خاں تو اُسی شام فوت ہوگیا اور نور خاں البتہ رفتہ رفتہ درست ہوگیا جو کہ اس مقدمہ میں ایک اہم گواہ بھی ہے ۔ دوران تفتیش میں نور خاں اور دوسرے گواہان رویت نے دیگر واقعات کے ساتھ یہ بھی بیان کیا کہ منجملہ ملزمین کے امر حیات اور ملزم مرافع ملک خاں نے اکبر خاں مقتول کے جسم پر سے ایک بٹوا جس میں کہ کچھ رقم اور چند رسیدات موجود تھیں اور ایک فرد اور سونے کی ایک انگوٹھی بھی حاصل کی تھی ۔ اس اطلاع کی بناء پر منتظم پولیس لطف خاں دو جوانان پولیس اور دو گواہان کے ساتھ ملزم مرافع کے گھر پہنچکر کہا جاتا ہے کہ ملزم کی نشاندہی کی بناء پر جملہ اشیاء متذکرہ صدر کو اُس کے گھر سے برآمد کیا ۔ چنانچہ اُسی وقت پنچنامہ برآمدی مال مسروقہ مرتب کیا گیا اور اُس پر جوانان پولیس و نیز دیگر گواہان حاضر کے دستخط بھی ثبت کئے گئے ۔ بعد چالان جملہ چھ ملزمین کے مقابلہ میں تحت دفعات (۳۰۲، ۳۲۵، ۱۴۹) تعزیرات ہند بلوہ مع قتل اور علاوہ اس کے دو ملزمین کے مقابلہ میں ڈکیتی تحت دفعہ (۳۹۲) تعزیرات ہند کی فرد مرتب کیگئی ۔ شہادت میں تین گواہوں کو بطور گواہ رویت اور پنچنامہ برآمدی مال مسروقہ کو بطور دستاویزی شہادت کے پیش کیا گیا ۔ یہاں پر ایک امر قابل ذکر یہ ہے کہ برآمدی اشیاء کے نسبت صرف منتظم پولیس کا بیان ہی قلمبند کرایا گیا ہے ۔ پنچنامہ پر جن دو آزاد گواہوں کی دستخط موجود ہیں نہ تو اُن کا بیان کرایا گیا ہے اور نہ اُن جوانان پولیس کا بیان قلمبند کرایا گیا ہے جو کہ منتظم کے ساتھ بوقت برآمدی مال موجود تھے ۔

ملک خاں بنام کنگ امپرر

عدالت سشن نے ڈکیتی کے نسبت جسقدر شہادت پیش ہوئی ہے اُس پر قطعاً بھروسہ نہیں فرمایا۔ چونکہ رپورٹ ابتدائی میں مقتول کے جسم پر سے ان اشیاء کے حاصل کئے جانے کا کوئی ذکر نہیں ہے نیز عدالت نے اپنی تحریر میں یہ بھی تجویز فرمایا کہ ہمیں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ملزم نے فرد اور رسیدات جیسی بیکار اشیاء کو سوائے اس کے کہ اپنے خلاف ایک اہم شہادت مہیا کیجائے کس غرض سے حاصل کیا ہوگا اور کیوں اپنے مکان میں مخفی طور پر رکھا ہوگا وغیرہ۔ اُنہوں نے جملہ ملزمین کو الزام ڈکیتی سے بری فرمایا۔ مگر ساتھ ہی عدالت سشن نے گواہان رویت پر پوری طور پر اعتماد فرماتے ہوئے جملہ ملزمین کو اکبر خاں کے قتل اور نور خاں کو ضرر شدید پہنچانے کی پاداش میں مرتکب جرم قرار دیا۔

عدالت سشن کی اس تجویز کی ناراضی سے جملہ ملزمین نے مجلس عالیہ عدالت لاہور میں علحدہ علحدہ مرافعے دائر کئے۔ اس مرافعہ کی تجویز فرماتے ہوئے مجلس نے ایک علحدہ ہی نظریہ اختیار کیا۔ اُن کی رائے کے لحاظ سے ابتدائی رپورٹ کو جو کہ بہت دیر سے مرتب کیگئی تھی کوئی اہمیت نہیں دیجاسکتی۔ گواہان رویت کے بیانات بھی بڑی حد تک قابل بھروسہ قرار نہیں دئے جاسکتے۔ رہ گیا متضاد نور خاں کا بیان۔ وہ بھی اُنکی رائے میں اُسوقت تک قابل بھروسہ قرار نہیں دیا جاسکتا جبتک کہ اُس کی کسی دوسری شہادت سے تائید نہ ہوتی ہو۔ اس طور پر پانچ ملزمین کے مرافعہ جات کو منظور فرماتے ہوئے عدالت العالیہ لاہور نے اُنکو جملہ الزامات سے بری فرمایا اور صرف ملک خاں کے حق میں عدالت سشن کی تجویز کو اس وجہ سے بحال رکھا کہ اُس کے مقابلہ میں نور خاں کی ادا کردہ شہادت کی تائید پنچنامہ برآمدی مال مسروقہ سے ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ الزامات بلوہ اور ضرر شدید کے متعلق ہائیکورٹ کے فیصلہ میں کسی رائے کا اظہار نہیں فرمایا گیا ہے۔

عدالت العالیہ لاہور کے اس فیصلہ کی ناراضی سے ہمارے سامنے منجانب ملک خاں یہ اپیل پیش ہے۔ اہم عذر یہ کیا جاتا ہے کہ جب عدالت سشن نے سرقہ کے متعلق پیشکردہ شہادت پر بھروسہ نہیں کیا تھا اور ملزمین کو الزام ڈکیتی سے صاف اور صریح طور پر بری فرما دیا تھا اور جبکہ منجانب سرکار عدالت العالیہ میں اس تجویز کی ناراضی سے کوئی مرافعہ بھی پیش نہ تھا تو پھر مجلس عالیہ عدالت کو اس امر کا کوئی اختیار حاصل نہ تھا کہ اُس حصہ شہادت پر تائیدی شہادت کے طور پر ہی کیوں نہ ہو غور کرتی۔ ہمارے رائے میں ملزم کی اس بحث میں کوئی قوت نہیں ہے اگر کسی ملزم کو کسی

ملک خاں بنام گنگا امیر

الزام سے بری کر دیا گیا ہو تو اُس کی اس برات کا یہ اثر تو ضرور ہوتا ہے کہ اُسی شہادت کی بناء پر اُسی ملزم کے خلاف دوبارہ وہی الزام عائد نہیں کیا جا سکتا اور اگر کیا جائے تو ملزم اپنی برات کو بطور جوابدہی پیش کر سکتا ہے. لیکن کسی سرقہ شدہ اشیاء کو یا اس کے نسبت معاوضہ کو حاصل کرنے کی غرض سے دائر کئے گئے۔ دیوانی دعوے میں وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ اُس کو الزام سرقہ سے برات حاصل ہو چکی ہے اسلئے وہ تمام شہادت جو کہ اس امر میں عدالت فوجداری میں پیش کیگئی تھی اب عدالت دیوانی میں ناقابل قبول ہے۔ عدالت سشن کے روبرو ڈکیتی کی شہادت دو اغراض کے تحت پیش کیگئی تھی۔ ایک تو اس غرض سے کہ ملزم کے خلاف ڈکیتی کے الزام کو ثابت کیا جائے اور دوسرے اس غرض سے کہ ملزم کے خلاف بلوہ معہ قتل کی جو شہادت پیش کیگئی ہے اُس کی تائید ہو۔ پہلی غرض تک عدالت سشن نے اس شہادت کو شبہ سے خالی نہیں پایا اور اس لئے ملزمین کو الزام ڈکیتی سے بری فرما دیا۔ اس کے قطعاً یہ معنی نہیں لئے جا سکتے کہ عدالت مرافعہ دوسری غرض کے تحت یعنے بطور ایک تائیدی شہادت کے بھی اس شہادت پر غور نہیں کر سکتی۔

پنچنامہ برآمدی مال کی نسبت اور ایک اہم عذر یہ کیا جاتا ہے کہ اُس کو اُن آزاد گواہوں کے ذریعہ ثابت نہیں کیا گیا ہے جبکی کہ اوپر گواہی ثبت ہے۔ اس کے لئے ہمیں دفعات (۱۰۲ و ۱۰۳ او ۱۶۵) ضابطہ فوجداری سرکار عظمت مدار پر غور کرنا ہوگا۔ اور دیکھنا ہوگا کہ آیا پنچنامہ کیلئے ایسے گواہوں کا وجود لازمی ہے۔ ان دفعات پر غور کرنے سے ظاہر ہوگا کہ بوقت تلاشی عہدہ داران پولیس کے سوائے دیگر آزاد گواہوں کا حاضر رہنا ایک قابل ستائش امر تو ضرور ہے لیکن اس کی وجہ سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قانوناً اُنکی حاضری ایک لازمی امر ہے۔ آزاد گواہوں کی غیر حاضری کی وجہ پنچنامہ برآمدی مال کی وقعت میں کمزوری پیدا ہونے کا امکان تو ضروری ہے مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایسے گواہوں کے حاضر نہ ہونے کی وجہ پنچنامہ مذکور ناقابل ادخال شہادت ہو جاتا ہے۔ نیز جہاں یہ ظاہر ہوتا ہو کہ مال مسروقہ ملزم کی نشاندہی سے برآمد کیا گیا ہے اُس صورت میں دفعہ (۱۶۵) ضابطہ فوجداری سرکار عظمت مدار متعلق نہیں ہوتی۔ دفعہ (۱۶۵) ضابطہ فوجداری اُن صورتوں سے ہی متعلق ہوگی جہاں بغرض تلاشی حکم نامہ جاری کیا گیا ہو۔ مقدمہ زیر بحث میں اگر کسی وجہ سے اس دفعہ کا متعلق ہونا قرار بھی دیا جائے تو اُس صورت میں دیگر وجوہ کی بناء پر یعنے اس بناء پر کہ حکم نامہ جاری نہیں کیا گیا پنچنامہ

ملک خاں بنام گنگا امیر پر

برآمدی مال ناقابل ادخال شہادت قرار دیا جائے گا۔ مگر دفعہ (۱۰۳) ضابطہ فوجداری کے صاف و صریح الفاظ کی موجودگی میں یہ قرار نہیں دیا جا سکتا کہ پنچنامہ کے متعلق آزاد گواہوں کو پیش نہ کئے جانے کی بناء پر پنچنامہ کو بطور شہادت کے قبول نہ کیا جانا چاہیئے۔

پنچنامہ برآمدی مال کے نسبت ایک اور عذر یہ بھی کیا جاتا ہے کہ بوقت ترتیب پنچنامہ منتظم پولیس کے سوا اور دو جوانان پولیس بھی موجود تھے جنکی شہادت ہونا لازمی تھی۔ اُن کا بھی کوئی بیان اس امر میں قلمبند نہیں کرایا گیا ہے۔ پولیس کو چاہیئے تھا کہ آزاد گواہوں کے نہ سہی مگر ان سرکاری عہدہ داروں کے بیان تو ضرور قلمبند کراتی۔ ہم وکیل ملزم کی اس حجت میں بھی کوئی قوت نہیں پاتے۔ عام طور پر پولیس کو چاہیئے کہ وہ کسی واقعہ کے نسبت جملہ گواہوں کو پیش کرے۔ مگر اس کے لئے کوئی قانونی لزوم نہیں ہے۔ یہ تو وکیل سرکار کے اختیار تمیزی پر منحصر ہے کہ وہ جس گواہ کو چاہے پیش کرے اور جس کو چاہے پیش نہ کرے۔ عدالت چند گواہوں کے پیش نہ کئے جانے کے واقعہ کو نوٹ تو کریگی اور اُس سے اثر بھی لیگی۔ مگر نتیجہ اخذ کرتے وقت اپنی نظر کو اُن گواہوں کی حد تک ہی محدود رکھیگی جن کے بیانات قلمبند کرائے گئے ہیں۔

اس طور پر غور کیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ مقدمہ زیر بحث میں جتنے اعتراضات ابتک پیش کئے گئے ہیں اُس کا لب لباب یہی ہے کہ شہادت پیش شدہ اسقدر وقعی نہیں ہے کہ اُس کی بناء پر ملزم کو سزاء دیجا سکے۔ یہ نہیں کہا جاتا کہ ملزم کے خلاف کوئی شہادت موجود نہیں ہے اور نہ یہ بتایا گیا ہے کہ مقدمہ کا تصفیہ کسی ناقابل ادخال شہادت کو قبول فرما کر کیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ صرف نتیجہ شہادت پر ہی بحث کیجاتی ہو تو پریوی کونسل نے بارہا یہ تصفیہ فرمادیا ہے کہ عدالتہائے تحت کے متفقہ تجاویز میں پریوی کونسل اُسوقت تک دست اندازی نہ کریگی جبتک کہ یہ نہ ثابت ہو کہ ملزم کے حق میں کسی طرح کی شدید ناانصافی عمل میں آئی ہے۔

تجویز ہوئی کہ :۔ (۱) اگر کسی ملزم کے خلاف ڈکیتی و قتل عمد کے تحت الزامات عائد کئے گئے ہوں اور عدالت سشن نے اُس کو الزام ڈکیتی سے بری فرمایا جا کر صرف الزام قتل عمد کے تحت سزاء سنائی گئی ہو اور اُس نے اس فیصلہ عدالت سشن کی ناراضی سے عدالت العالیہ میں مرافعہ دائر کیا ہو تو عدالت مرافعہ کو اس امر کا اختیار حاصل ہے کہ وہ بطور تائیدی شہادت کے اُس شہادت پر بھی

ملک خان بنام کنگ امپرر

غور کرے جو کہ الزام ڈکیتی کے نسبت پیش کیگئی تھی اور جس کو عدالت تحت نے ناقابل بھروسہ قرار دیا تھا۔

(۲) اگر کسی ملزم کے خلاف سرقہ و قتل عمد کے الزامات عائد کئے گئے ہوں اور عدالت نے اس کو سرقے کے الزام سے بری کر دیا ہو تو ایسی صورت میں اس برات کا یہ اثر تو ضرور ہوتا ہے کہ اُسی شہادت کی بناء پر اُسی ملزم کے خلاف دوبارہ وہی الزام عائد نہیں کیا جا سکتا اور اگر کیا بھی جائے تو ملزم اپنی برات کو بطور جوابدہی پیش کر سکتا ہے۔ لیکن سرقہ شدہ اشیاء کو یا اُنکے نسبت معاوضہ کو حاصل کرنے کی غرض سے کئے گئے دیوانی دعوی میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ شہادت قابل قبول قرار نہ دیجانی چاہیئے۔ اسی طور پر لصیغہ مرافعہ بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ عدالت مرافعہ بطور تائیدی شہادت کے اس پر غور نہیں فرما سکتی۔

(۳) دفعات (۱۰۲ و ۱۰۳) ضابطہ فوجداری غطمت مدار پر غور کرنے سے ظاہر ہوگا کہ بوقت تلاشی عہدہ داران پولیس کے سواء دیگر آزاد گواہوں کا حاضر رہنا ایک قابل ستائش امر تو ضرور ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قانوناً اُن کی حاضری ایک لازمی امر ہے۔ آزاد گواہوں کی غیر حاضری کی وجہ پنچنامہ برآمدی مال کی وقعت میں کمزوری پیدا ہونے کا امکان تو ضرور ہے۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایسے گواہوں کے حاضر نہ ہونے کی وجہ پنچنامہ مذکور ناقابل ادخال شہادت ہو جاتا ہے۔

(۴) دفعہ (۱۶۵) ضابطہ فوجداری انہیں صورتوں سے متعلق ہوگی جہاں بغرض تلاشی حکمنامہ جاری کیا گیا ہو۔ یہ دفعہ اُس صورت سے قطعاً متعلق نہیں ہوتی جبکہ ملزم کی اپنی نشاندہی سے مال کی برآمدگی بیان کیجاتی ہو۔

(۵) عام طور پر پولیس کو چاہیئے کہ وہ کسی واقعہ کے نسبت جملہ گواہوں کو پیش کرے مگر اس کے لئے کوئی قانونی لزوم نہیں ہے۔ یہ تو وکیل سرکار کی اختیار تمیزی پر منحصر ہے کہ وہ جس گواہ کو چاہے پیش کرے اور جس کو چاہے پیش نہ کرے۔ عدالت چند گواہوں کے پیش نہ کئے جانیکے واقعہ کو نوٹ تو کریگی اور اس سے اثر بھی لیگی مگر نتیجہ اخذ کرتے وقت اُن گواہوں کے حد تک ہی اپنی نظر کو محدود رکھے گی جنکے بیانات قلمبند کرائے گئے ہیں۔

(۶) پریوی کونسل میں اگر نتیجہ شہادت کے صحیح اخذ نہ کئے جانے کے نسبت ہی بحث کیجاتی ہو تو پریوی کونسل عدالتہائے تحت کے متفقہ فیصلہ جات میں اُس وقت تک کسی طور کی

دست اندازی نہ کرے گی جبتک کہ یہ نہ پایا جائے کہ ایسا نہ کرنے سے ملزم کے حق میں شدید ناانصافی عمل میں آتی ہے۔

پریوی کونسل

با جلاس عالیجناب لارڈ تھنکرٹن و لارڈ گوڈراڈو سرجان بومنٹ ارکان

نمبر مقدمہ (۷۲) ۱۹۴۴ء منفصلہ ۱۲ر ڈسمبر ۱۹۴۵ء بناراضی تجویز ہائیکورٹ الہ آباد مورخہ ۲۹ر اپریل ۱۹۴۱ء۔

جگدلیش نارائن مرافع بنام **نواب سعید احمد خاں** مرافعہ علیہ

مدہم ہا؛ قانون میعاد سماعت۔ حین حیاتی جائداد کے نسبت دعوی کا حق کب پیدا ہوتا ہے۔
قبضہ کے دعوے میں جملہ بار ثبوت مدعی پر ہوتا ہے۔ بار ثبوت نسبت حقیت کس پر ہونا چاہئے۔

واقعات :— مقدمہ کے واقعات کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے شجرہ مندرجہ ذیل کو ذہن نشین رکھنا نہایت ضروری ہے۔

- ملک سعید خاں
  - ملک احمد خاں
  - ملک محمد خاں
    - ملک محمد علیخاں
      - مسماۃ محمدی بیگم
        - نواب علی محمد خاں
          - نواب علی احمد خاں
            - نواب ولی احمد خاں (مدعی نمبر ۱)
            - نواب نبی احمد خاں (مدعی نمبر ۲)
            - شوکت جہاں بیگم (مدعی نمبر ۳)
    - غلام محمد خاں
    - غلام حسین خاں
    - یحیی خاں

حفیظ رحمت خاں جو کہ ملک احمد خاں کے سسرے ہوتے ہیں اُنکی اعلی خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ اف انڈیا نے اُس کے داماد ملک احمد خاں کے حق میں ایک اراضی لبطور انعام ان شرائط کے ساتھ عطا کی

مندرجہ آل انڈیا رپورٹر پریوی کونسل بابتہ ۱۹۴۶ء ص ۵۹۔

جگدیش نارائن بنام نواب سعید احمد خاں

تھی کہ یہ اراضی ملک احمد خاں اور اُس کے ورثاء کی قوت لبسری کی خاطر نسلاً بعد نسلاً اُن کے قبضہ و تصرف میں رہے گی۔ ہر وارث اپنی حیات تک اُس اراضی سے مستفید ہوتا رہے گا اور اُس کے وفات پر وراثتاً وہ اراضی اُس کے وارث کو نہ ملیگی بلکہ ملک احمد خاں معطی لہ کے اُس وارث کو ملیگی جو کہ اُسوقت بقید حیات ہو تاکہ وہ بھی اپنی زندگی تک اُس اراضی سے اُسی طرح مستفید ہوتا رہے جس طرح کہ سابقہ وارث ہوتا رہا۔ ملک احمد خاں سنہ ۱۸۴۲ء میں فوت ہو گئے۔ اُنکی وفات کے بعد اُنکی بیوہ مسماۃ ثریا بیگم اس اراضی کی مالک و قابض ہوئی۔ ثریا بیگم بھی سنہ ۱۸۴۵ء میں فوت ہوئی اور اس کے بعد اراضی محمدی بیگم کے قبضہ میں آئی۔ یہاں تک فریقین میں واقعات کے نسبت کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جہاں سے اختلاف شروع ہوتا ہے وہ یہ امر ہے کہ مسماۃ محمدی بیگم کے قبضہ کی کیا نوعیت تھی۔ مدعیان کا ادعا یہ ہے کہ ملک احمد خاں کی وفات پر اُس کے کسی وارث ذکور کے موجود نہ ہونے کی وجہ یہ اراضی مسماۃ محمدی بیگم کو بطور وارث ملک احمد خاں حاصل ہوئی اور اب محمدی بیگم کے سلسلہ میں وہ خود اس اراضی کے مستحق ہیں۔ یہاں پر جو امور خاص طور پر ذہن نشین رکھے جانے کے قابل ہیں وہ یہ ہیں کہ مسماۃ محمدی بیگم کی وفات کے بعد اُن کے ورثاء میں سے اس اراضی پر کوئی قابض نہیں رہا۔ مدعیان کے والد علی احمد خاں کا انتقال سنہ ۱۹۲۳ء میں ہوا۔ اُنہوں نے بھی اپنی حیات میں اس اراضی کے نسبت کبھی کوئی ادعاء نہیں کیا۔ اب انکی وفات کے ٹھیک گیارہ سال اور گیارہ ماہ بعد مدعیان کی جانب سے یہ دعویٰ دائر کیا جا رہا ہے۔ میعاد کے نسبت مدعیان کا یہ جواب ہے کہ دستاویز عطاء کے شرائط کے لحاظ سے اُنکے والد علی احمد خان کی وفات کے بعد ہی اُن کو جدید طور پر اراضی میں حق پیدا ہوتا ہے اس لئے اُنکا دعویٰ اندرون میعاد ہے۔ اُنہوں نے اپنا دعویٰ اپنے والد کے انتقال کی تاریخ سے یعنی اُنہیں حق پیدا ہونے کی تاریخ سے اندرون بارہ سال دائر کیا ہے۔

مدعی علیہم کی جوابدہی کا ماحصل یہ ہے کہ ابتداً اراضی مذکور ملک احمد خاں کے حق میں نہیں بلکہ اُنکی زوجہ ثریا بیگم کی حق میں عطاء کیگئی تھی۔ وہی بلا شرکت غیرے ذاتی طور پر اس اراضی کی مالکہ تھی۔ اُس نے یہ اراضی سنہ ۱۸۴۱ء میں یعنی ملک احمد خاں کے زندگی میں ہی مسماۃ محمدی بیگم کے حق میں ہبہ کر دی تھی۔ ہبہ کی تاریخ سے سنہ ۱۸۵۲ء تک وہی اس اراضی پر قابض رہی۔ سنہ ۱۸۵۲ء میں اُس نے اراضی کو رہن رکھدیا۔ مرتہن نے سنہ ۱۸۵۶ء میں بمقابلہ محمدی بیگم اپنے زر رہن کے متعلق دعویٰ دائر کر کے ڈگری حاصل کی اور بالآخر

جگدیش نارائن
بنام
نواب سعید احمد خاں

جائداد کو ذریعہ عدالت ہراج کرایا۔ عدالتی ہراج میں مدعیان کے مورث نے اس اراضی کو خرید کیا اور اُسوقت سے مسلسل اُنکے مورث اور اُنکے بعد وہ خود اراضی متدعویہ کے مالک و قابض ہیں۔

جہانتک میعاد کی بحث کا تعلق ہے جملہ عدالتہائے اس امر میں متفق ہیں کہ دعویٰ اندرون میعاد دائر کیا گیا ہے۔ جملہ عدالتہائے کی رائے میں شرائط عطاء بخوبی ثابت کر دئے گئے ہیں۔ ایسی صورت میں ظاہر ہیکہ نواب علی احمد خاں کی حیات تک مدعیان کو اس جائداد میں کوئی حق ہی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس امر کے نسبت قانون صاف ہے کہ جب کوئی اراضی منجانب سرکار اس شرط کے ساتھ عطاء کیگئی ہو کہ معطی لہ اور اُسکے بعد اُس کا وارث اپنی زندگی تک اُس اراضی پر قابض رہکر اُس سے مستفید ہوتا رہے گا اور اُسکی وفات کے بعد پھر معطی لہ کا وہ وارث جوکہ اُسوقت بقید حیات ہو اپنی زندگی تک قابض رہے گا وغیرہ تو ایسی صورت میں اصل معطی لہ کے آخری وارث کو جو بوقت دعویٰ موجود ہو سابقہ وارث کی وفات کے بعد ہی اراضی میں حق حاصل ہوتا ہے۔ لہذا جملہ عدالتوں نے مدعیان کے دعوائے کو جو کہ علی احمد خاں کی وفات کے ٹھیک گیارہ سال اور گیارہ ماہ بعد دائر کیا گیا تھا اندرون میعاد قرار دیا۔

باوجود اس کے کہ میعاد کا تصفیہ بحق مدعیان صادر کیا گیا۔ عدالت ابتدائی نے دعویٰ مدعی اس بناء پر خارج فرمایا کہ مدعیان اس امر کے ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ مسماۃ ثریا بیگم کی وفات کے بعد محمدی بیگم ہی ملک احمد خاں کی بلحاظ شرع شریف وارث احق تھی۔ شرع شریف کے لحاظ سے محمدی بیگم کو اُسی صورت میں حق پہنچتا جبکہ بوقت وراثت ملک احمد خاں کا کوئی وارث ذکور موجود نہ ہوتا۔ مدعیان نے اس امر کو ثابت نہیں کیا کہ مسماۃ ثریا بیگم کی وفات پر ملک احمد خاں کے ورثاء ذکور میں سے کوئی زندہ موجود نہ تھا۔ شجرہ کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ ملک احمد خاں کے چار بھتیجے تھے مگر یہ ثابت نہیں ہے کہ چاروں ہی سنہ ۱۹۱۶ع یعنی ثریا بیگم کی وفات کے قبل ہی فوت ہو چکے تھے۔ ایسی صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ محمدی بیگم نے اس اراضی کو بطور وارث ملک احمد خاں ہی حاصل کیا تھا اور پھر جبکہ محمدی بیگم ہی ملک احمد خاں کی وارث ہونا قرار نہیں پاتی تو پھر مدعیان جو کہ خود کو اُس کا وارث ہونا بیان کرتے ہیں ملک احمد خاں کے وارث کس طور پر قرار دئے جا سکتے ہیں۔ اس طرح مدعیان کے ملک احمد خاں کے وارث ثابت نہ ہونے کی بناء پر عدالت ابتدائی نے اُن کا دعویٰ خارج فرمایا۔

بصیغہ اپیل ہائیکورٹ الہ آباد نے عدالت ابتدائی کی ڈگری کو جزءً منسوخ فرماتے ہوئے اپنے فیصلہ

جگدلش نارائن
بنام
نواب سعید احمد خاں

میں تحریر فرمایا کہ محمدی بیگم کے وارث ملک احمد خاں ہونے یا نہ ہونے کی نسبت جبکہ مدعی علیہ نے اپنے جوابدعویٰ میں کوئی عذر نہیں کیا ہے تو عدالت کو اپنی جانب سے مدعی علیہم کے فائدہ کے لئے کسی جدید عذر کے پیش کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ مدعی علیہم کی جانب سے جبکہ اس طرح کا کوئی عذر نہیں کیا گیا ہے تو یہی قیاس ہوگا کہ حسب بیان دعویٰ مسماۃ محمدی بیگم۔ ملک احمد خاں کی وارث تھی اور بطور وارث کے ہی اُنہوں نے اراضی پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ چنانچہ ہائیکورٹ الہ آباد نے محمدی بیگم کے حصہ کی حد تک مدعیان کا دعویٰ ڈگری فرمایا۔
اس فیصلہ کا مرافعہ جوڈیشل کمیٹی میں ہوا تو معزز کمیٹی نے ہائیکورٹ کی دلیل سے اختلاف فرماتے ہوئے یہ تجویز فرمائی کہ دخلیابی کے دعوی میں مدعی اُسی وقت کامیاب ہوسکتا ہے جبکہ وہ اپنی حقیت کو پوری طور پر ثابت کرے۔ مدعی پر یہ لازم نہیں کہ وہ مدعی کی حقیت کے خلاف جملہ عذرات پیش کرے جو کہ اُسکی جانب سے پیش کئے جاسکتے ہوں۔ اُس کیلئے یہ کافی ہے کہ وہ مدعی کی حقیت سے انکار کردے اور پھر اس انکار کی بناء پر وہ اُن جملہ عذرات سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے جن کا کہ واقعات مثل سے انکشاف ہوتا ہو۔
شہادت سے بحث فرماتے ہوئے اُنہوں نے عدالت ابتدائی کی اس رائے سے اتفاق فرمایا کہ یہ امر قابل اطمینان طریقہ پر ثابت نہیں ہے کہ جائداد متدعویہ پر محمدی بیگم کا قبضہ بطور وارث ملک احمد خاں ہی رہا۔ یہ صحیح ہے کہ اسقدر قدیم واقعات کو اُن گواہوں سے جنہوں نے انکا مشاہدہ کیا ہو ثابت کرنا مدعیان کیلئے نہایت دشواری کا باعث ہے۔ مگر ٹھیک اُسی طرح اگر مدعیان کی ادعا کے اثبات کا قیاس کرلیا گیا تو اس کو رفع کرنا مدعی علیہ کیلئے بھی اُسی قدر دشواری کا باعث ہے۔ اس لئے ایسے دعوئی میں مدعی کو اُس بار ثبوت سے سبکدوش نہیں کیا جاسکتا جو کہ قانون نے اُس کے دوش پر عائد کیا ہے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ مسماۃ محمدی بیگم کی وفات پر اُس کے بیٹے نے اس اراضی کو حاصل کرنے کی اپنی جانب سے کوئی کوشش نہیں کی اور نہ اُسکی وفات کے بعد مدعیان کے والد نے باوجود اس کے کہ وہ (۲۹) برس تک زندہ رہا۔ اس جائداد کے حاصل کرنے کیلئے کوئی کوشش کی۔ خود مدعیان نے بھی گیارہ برس اور گیارہ ماہ تک اس کیلئے کوئی کارروائی نہیں کی۔ خاصکر ان حالات میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ واقعات کے قدیم ہو جانے کی وجہ اُنکے ثابت کرنے کا بار ثبوت اُن پر باقی نہیں رہتا۔ منجانب مدعیان یہ بھی بحث کیجاتی ہے کہ محمدی بیگم کے حیات میں اُس کے قبضہ کی نسبت جبکہ کسی کی جانب سے کوئی عذر نہیں کیا گیا تو قیاس یہی ہوگا کہ اُسوقت سوائے محمدی بیگم کے ملک احمد خاں کا کوئی دیگر وارث زندہ نہ ہوگا۔ یہ بحث بھی اسوجہ سے قابل قبول نہیں سمجھی جاسکتی کہ ممکن ہے کہ کوئی وارث

جگدیش نارائن بنام نواب سعید احمد خاں

مذکور موجود ہو جسکو ہبہ نامہ کا تو علم ہو مگر دستاویز عطا کے شرائط کا علم نہ ہو اور اسی لئے اُس نے کوئی عذر بھی نہ کیا ہو۔ لہٰذا قرار دیا گیا کہ اس مقدمہ میں یہ ثابت ہونا نہایت ضروری امر تھا کہ مسماۃ محمدی بیگم نے جائداد بطور وارث ملک احمد خاں حاصل کی تھی۔ اس واقعہ کے عدم اثبات کی وجہ دعویٰ مدعی ڈگری نہیں ہو سکتا۔

تجویز ہوئی کہ (۱) جب کوئی اراضی منجانب سرکار دوامی طور پر نسلاً بعد نسلاً اس شرط کے ساتھ عطا کیجائے کہ معطیٰ لہ کی وفات پر اُس کا وارث اپنی زندگی تک اراضی پر قابض رہکر اراضی سے مستفید ہوتا رہیگا اور اُس کی وفات کے بعد پھر معطیٰ لہ کا وہ وارث جو کہ اسوقت بقید حیات ہو اپنی زندگی تک قابض رہیگا وغیرہ تو ایسی صورت میں معطیٰ لہ کے آخری وارث کو اراضی میں سابقہ وارث کی وفات کے بعد ہی حق حاصل ہوتا ہے اور حق حاصل ہونے سے بارہ سال کے اندر وہ اس اراضی کے نسبت دعویٰ دائر کر سکتا ہے۔

(۲) دخلیابی کے دعوے میں مدعی کو کامیابی حاصل کرنے کیلئے اپنی حقیت کو پوری طور پر ثابت کرنا چاہیئے۔ مدعی علیہ پر یہ لازمی نہیں ہے کہ وہ مدعی کی حقیت کے خلاف جملہ عذرات پیش کرے جو کہ پیش کئے جا سکتے ہوں۔ اُس کیلئے یہ کافی ہے کہ وہ مدعی کی حقیت سے انکار کرے اور پھر اس انکار کی بناء پر اُن جملہ عذرات سے فائدہ اُٹھائے جن کا کہ واقعات مثل سے اظہار ہوتا ہو۔

(۳) دخل کے دعویٰ میں وہ واقعات جن پر کہ مدعی اپنی حقیت کو قائم کرتا ہو بہت قدیم زمانہ کے ہوں تو یہ صحیح ہے کہ اُن کو اُن گواہوں کے ذریعہ جنہوں نے انکا مشاہدہ کیا ہو ثابت کرنا مدعی کیلئے نہایت دشواری کا باعث ہے۔ مگر ٹھیک اُسی طرح اگر مدعی کے بیان کردہ واقعات کے نسبت اُسکے اثبات کا قیاس کر لیا جائے تو اُس کو رفع کرنا مدعی علیہ کے لئے بھی اتنی ہی دشواری کا باعث ہوگا۔ اس لئے مدعی کو کسی طور پر اُس بار ثبوت سے سبکدوش نہیں کیا جا سکتا جو قانون نے اُس پر عائد کیا ہے۔

پریوی کونسل

باجلاس عالیجناب لارڈ ٹھنکرٹن و لارڈ گوڈارڈ و سر جان بومنٹ ارکان

نمبر مقدمہ (۲۵) بابتہ ۱۹۴۴ء منفصلہ ۱۷ ڈسمبر ۱۹۴۵ء۔ بنا راضی فیصلہ عدالت العالیہ لاہور ۱۵ جولائی ۱۹۴۲ء

رام رتن مرافع بنام پرمانند مرافعہ علیہ

دفعہ (۳۵) قانون اسٹامپ۔ اسٹامپ مقررہ کے عدم ادائی کا اثر۔ دستاویز غیر اسٹامپ شدہ کا

مندرجہ آل انڈیا رپورٹر پریوی کونسل بابتہ ۱۹۴۶ء ص ۵۱۔

رام رتن
بنام
پرمانند

ناقابل ادخال شہادت قرار دیا جانا۔

واقعات۔ بودھوشاہ اور بدھواحل جوکہ آپس میں باپ اور بیٹے تھے خاندان مشترکہ کے ارکان تھے بودھوشاہ کو اپنی دوسری بیوی سے اور دو بیٹے تھے جوکہ اس وقت اس مقدمہ کے مدعی اور مدعی علیہ ہیں۔ بدھواحل نے سنہ ۱۹۳۲ء میں اپنے باپ کے مقابلہ میں تقسیم جائداد کا دعویٰ دائر کیا تھا۔ دوران کارروائی میں باپ کے فوت ہو جانے کی وجہ اُس کے دیگر دو بیٹوں کو اُس کا قائمقام بنایا گیا۔ بعدہٗ قائمقامی فریقین میں صلح ہو کر ایک ثلث حصہ جائداد مدعی کے حوالہ کر دیگئی۔ بقیہ دو ثلث حسب سابق بطور جائداد مشترکہ بودھوشاہ کے دوسرے دونوں فرزندان کے قبضہ میں ہی رہی۔ بالآخر بتاریخ ۲۱ ڈسمبر سنہ ۱۹۳۹ء چھوٹے بھائی مسمی رام رتن نے بمقابلہ اپنے بڑے بھائی مسمی پرمانند کے حساب فہمی و تقسیم جائداد کا دعویٰ اس بیان سے دائر کیا کہ سنہ ۱۹۳۴ء کی صلح و تقسیم کے بعد سے ہر دو میں خاندان مشترکہ باقی تھا۔ بڑا بھائی خاندان کا منتظم تھا اور وہی کل جائداد کا انتظام کرتا تھا اس لئے حساب فہمی کرائی جو رقم اُس کو ادا شدنی ہو وہ رقم مدعی علیہ سے اُسے دلا دیجائے اور جائداد میں قانوناً جسقدر اُس کا حصہ ہے وہ بھی دلا دیا جائے وغیرہ۔

مدعی علیہ کی جانب سے بطور جواب دہی بیان کیا گیا کہ یوں تو سنہ ۱۹۳۴ء میں ہی جبکہ بدھواحل تقسیماً علحدہ ہو گئے تھے ہم دونوں میں بھی تقسیم عمل میں آکر دونوں کے حصے جدا جدا قائم کر دیئے گئے تھے اور ہر ایک اپنے اپنے حصہ سے مستفید ہوتا تھا۔ تاہم بعد ازاں بتاریخ ۲۱ ڈسمبر سنہ ۱۹۳۹ء باضابطہ طریقہ پر دونوں میں جائداد کی مادی تقسیم بھی عمل میں آئی۔ دونوں کے حصے علحدہ علحدہ معین کئے جا کر اُنکے نسبت ایک یادداشت بھی تیار کیگئی۔ مدعی علیہ نے اپنے جواب کی تائید میں اس یادداشت کو بھی پیش کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسکی دو کاپیاں کیگئی تھیں تاکہ ہر ایک کے پاس ایک ایک کاپی رہے اور بوقت ضرورت کام آوے۔

اس پر عدالت نے حسب ذیل دو تنقیحات قائم کیں۔

(۱) آیا بدھواحل کی علحدگی کے بعد فریقین میں خاندان مشترکہ قائم رہا۔

(۲) آیا حسب بیان مدعی علیہ قبل ارجاع نالش سنہ ۱۹۳۹ء میں فریقین میں تقسیم عمل میں آئی اور اس وجہ سے دعویٰ مدعی ناقابل پیشرفت ہے۔

منجانب فریقین شہادت قلمبند کیگئی۔ عدالت ابتدائی نے خاندان فریقین و جائداد کو مشترکہ ثابت قرار دیتے ہوئے مدعی علیہ کی بیان کردہ تقسیم کو ناثابت قرار دیا تنقیح نمبر (۲) کے تصفیہ کے سلسلہ میں

رام رتن بنام پرمانند

یہ بھی قرار دیا کہ یادداشت مدخلہ مدعی علیہ بوجہ اس کے کہ یہ دستاویز مقررہ اسٹامپ شدہ کاغذ پر تحریر و تکمیل نہیں پائی ہے۔ بحت دفعہ (۳۵) قانون اسٹامپ قابل ادخال شہادت نہیں ہے دعوائے مدعی کلیتاً ڈگری فرمایا گیا۔ مدعی علیہ نے لاہور ہائیکورٹ میں مرافعہ دائر کیا تو ہائیکورٹ نے مدعی علیہ کی شہادت کو ترجیح دیتے ہوئے واقعہ تقسیم مورخہ ۲۱ ڈسمبر ۱۹۳۹ء کو ثابت قرار دیا۔ یادداشت مدخلہ مدعی علیہ کے نسبت اُنہوں نے تجویز فرمائی کہ گو یہ دستاویز بوجہ اس کے کہ اس پر ضروری اسٹامپ ادا نہیں کیا گیا ہے۔ اُن شرائط کی حد تک جو کہ اسمیں درج ہیں ناقابل ادخال شہادت ہے۔ تاہم تقسیم کے نسبت زبانی شہادت کی تائید میں صرف واقعہ تقسیم کے اثبات کے لئے اس سے مدد لیجاسکتی ہے۔ چنانچہ ہائیکورٹ لاہور نے مدعی علیہ کے مرافعہ کو منظور فرماتے ہوئے مدعی کو بموجب تقسیم مورخہ ۲۱ ڈسمبر ۱۹۳۹ء حصہ کا مستحق قرار دیا اور اُسی حد تک اُسکے حق میں استقراری ڈگری صادر فرمائی۔

اس فیصلہ ہائیکورٹ کی ناراضی سے جب مدعی نے پریوی کونسل میں مرافعہ دائر کیا تو وہاں منجانب مرافعہ علیہ مدعی علیہ اپنی پیشکردہ یادداشت پر بہت زور دیا گیا اور بحث کی گئی کہ اس یادداشت کو جیسا کہ ہائیکورٹ لاہور نے اپنے فیصلہ میں تجویز فرمایا ہے شرائط مندرجہ یادداشت کے علاوہ دیگر امور کے لئے باوجود اس کے کہ یادداشت ایک سادہ کاغذ پر ہے اور اس پر مقررہ اسٹامپ ادا نہیں کیا گیا ہے۔ تقسیم کی زبانی شہادت کی تائید میں قابل ادخال شہادت تصور کیا جائے۔ اُن کی بحث کا لب لباب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دستاویز جو کہ قانون اسٹامپ کے تحت ایک مقررہ اسٹامپ پر تکمیل پانی چاہئے۔ مگر سادہ کاغذ پر تکمیل پائی ہو تو ایسی صورت میں شرائط مندرجہ دستاویز کے سوائے دوسرے ضمنی امر کے ثابت کئے جانے کی غرض سے ایسے دستاویز کو شہادت میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ معزز جوڈیشل کمیٹی نے مرافعہ علیہ کی اس بحث کو نامنظور فرماتے ہوئے تصفیہ فرمایا کہ دفعہ (۳۵) قانون اسٹامپ میں (for any purpose) یعنی "کسی امر کے نسبت" کے الفاظ درج ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کوئی دستاویز جس پر اسٹامپ ادا ہونا چاہئے تھا۔ مگر ادا نہیں ہوا ہے۔ کسی بھی امر کے ثابت کئے جانے کی غرض سے شہادت میں قبول نہیں کیجاسکتی۔ اس امر کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ دفعہ کے سیدھے سادے

رام زنن
بنام
پرمانند

لغوی معنے نہ لئے جاکر اوس کو دوسرے معنے پہنائے جائیں۔ ظاہر ہے کہ واضعان قانون نے دفعہ کی وسیع تعبیر سے بچنے کے لئے ہی الفاظ "کسی امر کی نسبت" کا عمداً استعمال کیا ہے۔

نوٹ: قانونی مسئلہ کا اس طور پر مدعی علیہ کے خلاف تصفیہ کرنے کے باوجود معزز جوڈیشیل کمیٹی نے مدعی علیہ کی زبانی شہادت کی بنا پر تقسیم مابین فریقین کو ثابت قرار دیا اور ہائی کورٹ لاہور کے فیصلے سے اتفاق فرماتے ہوئے مرافعہ کو نامنظور فرمایا۔

تجویز ہوئی کہ دفعہ ۳۵ قانون اسٹامپ میں "For any purpose" یعنے "کسی امر کے متعلق" کے الفاظ درج ہیں۔ اس کا صاف اور صریح مطلب یہہ ہے کہ کوئی دستاویز جو کہ مقررہ اسٹامپ کے کاغذ پر تحریر و تکمیل پائی جانی چاہیئے مگر سادہ کاغذ پر تکمیل پائی ہے تو وہ کسی امر کے اثبات کے لئے شہادت میں قبول نہیں کی جاسکتی۔

جلد سی و ششم حصہ نظائر ممالک غیر بابتہ سال ۱۳۵۵ ف ختم شد